دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمۃ

کا رابطہ و تعلقِ خاطر

دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم دیوبند کی نظر میں

دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے علائق و روابط، تعلقِ خاطر اور خصوصی عنایات و توجہات کی داستان تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہے۔ ذیل میں حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی دارالعلوم میں تشریف آوری اور خطاب کے اقتباسات، دارالعلوم اور اس کے بانی موحوم سے متعلق آرا، اور مرحوم کے سانحۂ ارتحال کے موقعہ پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ایک تعزیتی اجتماع سے خطاب کا اقتباس پیش کیا جا رہا ہے جس سے حضرت شیخ الحدیثؒ کی سوانح کے اہم گوشے، دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ کے بعض دلچسپ پہلو اور اکابر علماء دیوبند کے حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ روابط و علائق اور شفقت و عنایت عیاں ہوجاتی ہے ——— (ادارہ)

جب ۱۸ جنوری ۱۹۷۵ء کو مدینہ طیبہ سے ایک دو خطوط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند ۲۲ جنوری کو براستہ کراچی سعودی عرب سے ہندوستان جا رہے ہیں، اور یہ کہ پاکستان میں مختصر قیام کی اجازت کے لیے پاکستانی سفارت خانہ سے رابطہ قائم کیا گیا ہے، کچھ امیدیں تو قائم ہوگئی تھیں، مگر بظاہر ایسے حالات میں کہ نہ سفارتی تعلقات قائم ہوں، نہ آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو چکا ہو۔ حضرت حکیم الاسلامؒ جیسی مشہور و معروف شخصیت کو پاکستان آنے کی اجازت دونوں حکومتوں سے کیسے مل سکے گی؟ مگر قدرت نے غیبی انتظام فرما دیا تھا اور چند اہلِ درد، دین اور علم کی محبت سے سرشار افسران کے تعاون سے یہ سارا مسئلہ آسانی سے حل ہوگیا تھا، اور حضرتؒ نے کئی سال کے طویل وقفہ کے بعد سرزمینِ پاکستان میں قدم رنجہ فرمایا۔ ہزاروں لاکھوں معتقدین اور محبین کے لیے یہ خبر واقعی ایک خوشگوار حیرت سے کم نہ تھی۔ کہ فاصلوں کے فصیل، ضابطوں اور رکاوٹوں کی سرحدات ان سب کو پھلانگ کر حضرتؒ کی آمد کیسے ممکن ہوگئی؟ اللہ تعالیٰ جب چاہے تو دلوں کی دنیا کی طرح جسمانی اور مادی رکاوٹیں بھی یکایک دور فرما دیتا ہے۔

حضرت حکیم الاسلامؒ کراچی میں اعزہ و احباب سے مل کر لاہور تشریف لائے، دو ایک دن قیام تھا، مگر یہ کب ہو سکتا تھا کہ اتنی قریب آئی ہوئی نعمت سے "دارالعلوم حقانیہ کے در و دیوار مشرف نہ ہوں"، جبکہ آج تک بمشکل ایسا ہوا کہ حضرت پاکستان آئے ہوں اور دارالعلوم حقانیہ قدم رنجہ نہ فرمایا ہو۔ خود حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کا ارشاد تھا کہ میں تو اکوڑہ خٹک کا تصور کر کے ہی وہاں سے چلتا ہوں، مگر وقت کی کمی، ادھر ویزا کی مشکلات اور حضرتؒ کی علالت اور ضعف، یہ سب خدشات تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ بغرض ملاقات لاہور تشریف لے گئے تھے، اکوڑہ خٹک کا ویزا بھی اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیا ——— ادھر حضرتؒ کی پاکستان تشریف آوری ہی سے دارالعلوم حقانیہ میں حضرتؒ کی آمد آمد کا غلغلہ تھا، پورا دارالعلوم سراپا شوق اور مشتاقِ دید بنا ہوا تھا کہ اچانک حضرتؒ کے دارالعلوم آنے کا پروگرام طے ہوگیا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے بر وقت لوگوں کو اطلاع نہ دی جا سکی صرف اخباری اطلاع دی گئی۔ اتوار ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۷۵ء شام کو لاہور سے چل کر سات بجے شام پشاور ائیرپورٹ پہنچے، کئی احباب ساتھ تھے، ہوائی اڈہ پر حضرت شیخ الحدیثؒ کے علاوہ سرحد اور پشاور کے بیشمار علماء، خرفاء اور معتقدین چشم براہ تھے ——— پشاور سے چل کر رات ساڑھے دس بجے دارالعلوم حقانیہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ سخت سردی اور رات کا اندھیرا چھا جانے

کے باوجود بھی دارالعلوم سے باہر علماء، اساتذہ، طلباء اور شہر و بیرونِ شہر سے آئے ہوئے دیندار مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت چشم براہ تھی۔ انتہائی والہانہ استقبال ہُوا۔ دارالعلوم کے در و دیوار حضرت نانوتویؒ، اکابرینِ دیوبند اور حضرت حکیم الاسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھے۔

۲۱ محرم ۱۳۹۵ھ دوسرے دن صبح ۹ بجے تک حضرتؒ کا قیام دارالعلوم ہی میں رہا۔ صبح معززین کے ساتھ دفترِ اہتمام میں چائے میں شرکت فرمائی۔ اس دوران مولانا سمیع الحق کے صاحبزادگان حامد الحق اور راشد الحق کی رسم بسم اللہ بھی فرمائی۔ دارالعلوم کا معائنہ فرمایا اور حسبِ سابق دارالعلوم کی ترقیات پر نہایت خوشی اور مسرتوں کا اظہار فرماتے رہے۔ علماء، صالحین اور طلبہ و متعلقین سے ملاقات فرمائی۔ صبح واپسی سے قبل دارالعلوم کی طرف سے استقبالیہ تقریب میں شمولیت فرمانے کے لیے آپ جامع مسجد دارالعلوم میں تشریف لے گئے۔ نہ صرف مسجد کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا بلکہ باہر بھی اہلِ علم اور دُور دراز سے پہنچنے والے عشاقِ دیوبند کا ہجوم تھا ــــ حضرت قاری صاحبؒ نے وقت کی کمی اور بہت جلد واپسی کی وجہ سے مختصراً رسمی خطاب فرمایا اور اختصار پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ انشاء اللہ پھر کبھی اس کی تلافی کی جائے گی۔ خطاب فرمانے کے بعد آپ نے طلبہ دورۂ حدیث شریف کی خواہش پر شمائل ترمذی شریف شروع کرایا اور دُعاء کے بعد نو بجے حضرتؒ کو طلبہ، اساتذہ اور مشتاقانِ دید نے دھڑکتے دلوں کے ساتھ الوداع کہا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ اور ایڈیٹر ماہنامہ الحق مولانا سمیع الحق صاحب بھی راولپنڈی تک ساتھ تھے اور اُسی دن رات ساڑھے آٹھ بجے بذریعہ طیارہ حضرتؒ راولپنڈی سے عازمِ کراچی ہوئے۔ دورانِ قیام حضرتؒ کے علم و حکمت سے لبریز بعض مجالس کی گفتگو بھی ریکارڈ کر لی گئی۔ حضرتؒ کی تقریر کا متن حسبِ ذیل ہے:۔

> خود حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کا ارشاد تھا کہ میں تو اکوڑہ خٹک کا تصور لے کر ہی وہاں سے چلتا ہوں۔

حکیم الاسلام علامہ قاری محمد طیبؒ قاسمیؒ کے خطاب کا اقتباس

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز، طلبہ کرام! وقت بہت کم ہے، تھوڑی دیر بعد روانہ ہونا ہے۔ میرا مقصد پاکستان کی حاضری سے صرف آپ بزرگوں کی زیارت اور آپ حضرات سے ملاقات تھی۔ سات آٹھ برس پہلے حاضری پاکستان میں ہوئی تھی اور اُس وقت دارالعلوم حقانیہ میں بھی حاضری کی سعادت ملی تھی۔ تو بے اختیار دل چاہ رہا تھا کہ کوئی صورت پیدا ہو کہ میں حاضر ہوں اور آپ حضرات کی زیارت ہو جائیں اسباب کے درجے میں کوئی صورت نہیں تھی، ویزا بھی پاس نہ تھا۔ ممبئی کے قصد سے یمن چلا تھا سعودی جہاز سے، لیکن کراچی کے ائیرپورٹ پر بعض عزیز اور بعض دوست پہنچے اور اُترنے پر اصرار کیا، تو میں نے کہا کہ میرے پاس نہ ویزا ہے نہ پاسپورٹ، تو کیسے اُترنا ہو؟ تو کہا کہ بس ہمیں ہی ویزا سمجھیں، ہم حاضر ہیں ــــ تو بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ چند دن یہاں مل گئے اور یہاں حاضری کی سعادت ہوئی ــــ میرا مقصد نہ جلسہ ہے نہ تقریر نہ وعظ، وہ تو یہاں کے بزرگ بالکل کافی ہیں۔ آپ حضرات کے وعظ کرنے کے لیے تلقین کرنے کے لیے اور بالخصوص ہمارے محترم بزرگ حضرت مولانا عبدالحق صاحب (رحمہ اللہ) حق تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور اُن کے فیضان میں برکت ہو، وہ کافی ہیں اور وافی ہیں۔ آپ حضرات کی نصیحت کیلئے اور وعظ کے لیے مولانا کو حق تعالیٰ نے جو فضل و کمال دیا ہے وہ تو ظاہر ہے، اور علم و فضل ہر حیثیت سے بڑے ہیں۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ میں ہر حیثیت سے ان سے چھوٹا ہوں تو عمر میں بھی شاید چھوٹا ہوں گا۔ مگر ابھی معلوم ہوا کہ مولانا کی عمر زیادہ نہیں۔ تو ایک فضیلت تو مجھے حاصل ہے کہ میں کم سے کم عمر میں تو زیادہ ہوں اگرچہ علم و فضل میں ان سے زیادہ نہیں ــــ تو بہرحال ان کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ اور آپ حضرات کے لیے جذباتِ محبت و خلوص جو پہلے بھی دل میں تھے اور زیادہ بڑھ گئے۔

○ ــــ حسبِ سابق اس دفعہ بھی دورانِ قیام دارالعلوم حقانیہ میں حضرت حکیم الاسلامؒ نے مختصراً کتاب الآراء میں اپنے تاثرات اور دعائیہ کلمات تحریر فرمائے یہاں نہ صرف حالیہ تاثرات بلکہ قبل ازیں دو مرتبہ آمد کے تاثرات بھی پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ حضرتؒ کے تاثرات اور دعواتِ طیبہ یکجا محفوظ ہو سکیں! اور دارالعلوم سے اور اس کے بانی مرحوم سے حضرتؒ کے تعلقِ خاطر کی ایک جھلک سامنے آسکے:۔

> حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ نے فرمایا میں ہر لحاظ سے چھوٹا اور مولانا عبدالحقؒ علم و فضل میں مجھ سے بڑے ہیں۔

۲۰ محرم ۱۳۹۵ھ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی۔ آج بتاریخ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضری کی سعادت میسر ہوئی۔ اس علاقہ میں یہ دارالعلوم حقانیہ روشنی کا ایک مینارہ ہے جس سے چہار طرف علومِ نبوت کی روشنی پھیل رہی ہے۔ اسی روشنی کا مخزن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام ظلہ (رحمہ اللہ) کی ذاتِ گرامی اور ان کی ذریتِ طیبہ ہے۔ یہ نسبت اس دارالعلوم کی عظمت کے لیے کافی ہے۔ آج سے تقریباً سات سال قبل بھی یہاں حاضری ہو چکی ہے۔ اس مختصر سی مدت میں دارالعلوم نے جو نمایاں ترقیات کی ہیں وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ دارالعلوم بحمد اللہ متدین ہاتھوں

میں ہے اور مسلمانوں کی پاک کمائی اپنے صحیح مصرف میں صرف ہو رہی ہے حق تعالیٰ اس دینی ادارہ کو یوماً فیوماً ترقیاتِ ظاہری و باطنی عطا فرمائے اور اس کے ذریعہ اس علاقہ میں دینی فضاء پیدا فرمائے۔ ع

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب غفرلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

۲۰ رجب ۱۳۸۸ھ

آج بتاریخ ۲۰ رجب ۱۳۸۸ھ احقر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضر ہوا۔ دارالعلوم حقانیہ کی عظیم الشان عمارت آنکھوں کے سامنے ہے اور اس عمارت کی روح، تعلیم و تربیت اور دینی معاشرت دل کے سامنے ہے۔ میں یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ دین و دیانت اور علم و فراست میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دیوبند ثانی ہے۔ اس دارالعلوم کے بادیانت نظم کی روح حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام ظلہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ ان کا دیکھ لینا حقانیہ کی حقانیت کو دیکھ لیتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ سلف صالحین کا علمی ترکہ یہاں پوری طرح سے محفوظ ہے۔ یہ اس علاقہ کی خوش قسمتی ہے کہ اس میں مولانا جیسی شخصیت اور حقانیہ جیسی درسگاہ موجود ہے۔ طلبہ کا بحمد اللہ رجوع عام ہے اور سب پر دین کے اثرات اور خشیت اللہ کا رنگ نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس درس گاہ کو قائم و دائم رکھے، اسے علم کا روشن مینارہ بنائے رکھے۔ ع

دارالعلوم حقانیہ روشنی کا ایک مینارہ ہے جس سے چہار طرف علوم نبوت کی روشنی پھیل رہی ہے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

نزیل حال اکوڑہ خٹک، ۲۰ رجب ۱۳۸۸ھ

اس موقعہ پر شیخ الھند مولانا محمود حسنؒ کے تلمیذِ خاص اسیرِ مالٹا مولانا عزیر گلؒ بھی موجود تھے۔ انہوں نے بھی اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوئے لکھا کہ :۔

"حضرت مولانا محمد طیب صاحب چونکہ ہمارے سردار ہیں اس لیے اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ اپنے طرف سے کچھ عرض نہ کروں، صرف حضرت مولانا مذکور الصدر کی دعاؤں پہ آمین کہوں۔ والسلام

بندہ محمد عزیر عفی عنہ

(اسیرِ مالٹا حضرت مولانا عزیر گلؒ)

۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

نحمدہٗ و نصلی : آج بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ احقر حسبِ دعوت حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانیٔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا اور دارالعلوم ہی میں قیام کیا۔ آٹھ سال کے بعد اس سرچشمۂ علم میں حاضری کا یہ دوسرا موقعہ ہے، ۱۹۵۰ء میں احقر اُس وقت حاضر ہوا تھا جبکہ اس مدرسہ کیلئے نہ کوئی مستقل جگہ تھی نہ مکان۔ ایک مسجد میں غریبانہ انداز سے اساتذہ و تلامذہ نے کارِ تعلیم شروع کر دیا تھا۔ لیکن آٹھ سال کے بعد آج دارالعلوم کو اس شان سے دیکھا کہ اس کے پاس شاندار عمارت بھی ہے، وسیع میدان بھی ہاتھ میں ہے، اس کے وسیع نظم و نسق کے لیے مختلف انتظامی شعبہ جات بھی ہیں، شعبۂ تعمیر مستقل حیثیت میں اپنا کام بھی کر رہا ہے اور تعمیرات بھی روز افزوں ترقی پر ہیں، طلبہ کی کثرت ہے، اساتذہ ماہرینِ فنون کافی تعداد میں جمع ہیں، ۲۶ طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی بھی ہوئی جن میں مختلف پاکستانی علاقوں کے علاوہ کابل و قندھار کے طلبہ بھی ہیں! ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد بھی رکھی جا رہی ہے۔ تعلق اللہ کا رجوع ہے، اعتماد ہے اور وہ پورے بھروسہ کے ساتھ پروانہ دار اس شمع علم کے اردگرد فدائیت و عقیدت کے ساتھ ہجوم کر کرکے آ رہے ہیں، حتیٰ کہ مدرسہ کے جلسے نے ایک "عظیم الشان علمی جشن" کی صورت اختیار کر لی ہے اور بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ آج اسے صوبہ سرحد کی سب سے بڑی اور مرکزی درسگاہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ سات سال کی مختصر مدت میں یہ ظاہری و باطنی ترقیات بجز اس کے کہ کارکنوں کے اخلاص و للّٰہیت کا ثمرہ کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ ان مخلصین میں راس المخلصین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی ہیں جن کے ایثار و اخلاص کو میں اُس وقت سے جانتا ہوں جب سے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے ایک طالب علم اور اس کے بعد کافی عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے ایک ماہر فن اُستاد کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں مقیم تھے۔ تقسیمِ ملک کے بعد بہ مجبوری اکوڑہ میں مقیم ہوئے اور دارالعلوم دیوبند آج تک ان کی جدائی پر نالاں ہے۔ ان کی سادہ، بے لوث اور مخلصانہ طبیعت اور خدمت نے ہی اس سات سال کی قلیل مدت میں اس مکتب کو مدرسہ اور مدرسہ سے دارالعلوم بنا دیا ہے۔ اس دارالعلوم کے احاطہ میں پہنچکر احاطۂ دارالعلوم دیوبند کا شُبہ ہونے لگتا ہے اور بالآخر یہ شُبہ یقین سے بدل جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حقیقتاً اس نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیوبند کی صورت و سیرت کو سمو لیا ہے اور وہ دارالعلوم دیوبند ہی بن گیا ہے۔

میں یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ دین و دیانت اور علم و فراست میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دیوبند ثانی ہے۔

دارالعلوم دیوبند آج تک مولانا عبدالحقؒ کی جُدائی پر نالاں ہے

دُعا ہے کہ حق تعالیٰ اس سرچشمۂ فیض اور اس کے بانی کو اپنے فضل و کرم کے سایہ میں تا دیر قائم رکھے اور مسلمانانِ پاکستان کے لیے

یہ مدرسہ نورِ ہدایت اور مینارۂ روشنی ثابت ہو۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیو بند حال نزیل: اکوڑہ خٹک

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

۱۳/۱۴، اکتوبر ۱۹۶۸

۱۳/۱۴ اکتوبر ۱۹۶۸ء کی درمیانی شب کو جب حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے اپنے سفرِ پاکستان کے دوران اپنی خاص محبت اور تعلق خاطر کی بناء پر دارالعلوم حقانیہ کو بھی اپنی تشریف آوری سے نوازا اور دارالعلوم حقانیہ کی فضائیں حضرتؒ کی آمد کی وجہ سے پُر نور مجالس اور محافل سے سراپا نور بن گئیں۔ اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے حضرت قاری صاحبؒ مرحوم سے ایک مفصل انٹرویو لیا، جو اپنی جامعیت اور نافعیت کے اعتبار سے تمام طبقوں میں پسند کیا گیا، جس سے فکر و عمل کی نئی راہیں متعین ہوتی ہیں۔ انٹرویو کے آخر پر جب مولانا سمیع الحق مدظلہ، نے دریافت فرمایا کہ حضرت! اس مدرسہ دارالعلوم حقانیہ کے بارہ میں بھی کچھ نصیحت؟

> اس دارالعلوم کے احاطہ میں پہنچکر احاطہ دارالعلوم دیوبند کا شُبہ ہونے لگتا ہے اور بالآخر یہ شُبہ یقین سے بدل جاتا ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حقیقتاً اس نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیوبند کی صورت و سیرت کو سمو لیا ہے اور وہ دارالعلوم دیوبند ہی بن گیا ہے

توحضرت حکیم الاسلامؒ نے ارشاد فرمایا :-

——— آپ لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں، بحمد اللہ مدرسہ چل رہا ہے، غالب ہو رہا ہے، مولانا (شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ) موجود ہیں، ہر وقت قال اللہ وقال الرسولؐ ہے، اس سے زیادہ کیا روحانیت و معنویت ہو گی، خدا نے مدرسہ کو ایسے بزرگ اور اساتذہ دیئے ہیں جو بحمد اللہ دین مجسم ہیں ———

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب مرحوم کے سانحۂ ارتحال

کے موقعہ پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا ایک تعزیتی اجتماع سے خطاب کا اقتباس

محترم بھائیو! اکابر دیوبند کا ذکر بھی اسی مناسبت سے چل پڑا ہے کہ ابھی پچھلے دنوں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک پاکباز اور باکردار انسان تھے۔ حضرت مولانا قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے علوم (جبکہ ان کی ہر کتاب علوم و معرفت کی ایک بحرِ ذخار ہے اور انکی تصنیفات جو علم الکلام، علم الحدیث پر لکھی گئی ہیں، کو سمجھ لینا بھی کوئی آسان بات نہیں ہے) کے ترجمان تھے۔ الولد سرٌ لابیہ کا مظہر تھے۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکابرین دیوبند کے علوم بالخصوص علوم قاسمیہؒ، علوم شیخ الہندؒ اور علوم تھانویؒ کا ایک عظیم خزانہ، جامع ماہر اور شارح تھے، تحریر و تقریر میں ان کو زبردست ملکہ حاصل تھا۔ اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کو جو خدا تعالےٰ نے علمی لحاظ سے، طلباء کے لحاظ سے، اساتذہ اور علماء کے لحاظ سے، اقتصادیات اور تعمیرات کے لحاظ سے اور ہر لحاظ سے جو خوبیاں عطا فرمائی ہیں اور ترقیات سے نوازا ہے، یہ سب کچھ حضرت قاری صاحبؒ کے دورِ اہتمام اور ان کے زیرِ نگرانی انجام کو پہنچا ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں حضرت العلامہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس رہ چکے ہیں، پھر ان کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاری صاحبؒ ہی کے زمانہ اہتمام میں تدریس کرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے اس زمانہ میں جو عروج اور ترقی حاصل کی ہے، یہ تاج اور اس کا سہرا حضرت قاری صاحب مرحوم کی مساعیٔ جمیلہ کے سر ہے۔ اور یہ ان ہی کے مخلصانہ شبانہ روز مساعی کا ثمرہ ہے۔ بہر تقدیر حضرت قاری صاحبؒ ایک پاکیزہ شخصیت، جامع العلوم اور بہترین کمالات سے متصف تھے، اللہ تعالےٰ ان کے خاندان میں اور ان کے دیگر نائبین کے خاندان میں حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ والے تمام اوصاف و کمالات پیدا فرما دے اور خدا تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس خلا کو پورا فرما دے۔ آج شہر شہر بستی بستی، قریہ قریہ جو آپ کو یہ دینی علوم کے مدارس و مراکز نظر آتے ہیں اور ہر گاؤں اور ہر بستی میں جو آپ کو دارالعلوم دیوبند کا فاضل، اکابر اساتذہ کا تلمیذ یا تلمیذ التلمیذ نظر آتا ہے یہ سب دارالعلوم دیوبند کی مساعیٔ جمیلہ کا نتیجہ ہے اور یہ سب دارالعلوم دیوبند ہی کی برکات ہیں۔ ایشیا بھر میں پھیلے ہوئے مدارس، ان کے اساتذہ و منتظمین کا تعلق بغیر واسطہ کے یا بلا واسطہ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ ہے۔

> حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ نے ارشاد فرمایا: مجھے دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند سے جدا نظر نہیں آتا بلکہ دارالعلوم حقانیہ نے دارالعلوم دیوبند کو اپنے ضمن میں لے رکھا ہے، سارے پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کے نمونہ اور نقشِ قدم پر دارالعلوم حقانیہ گامزن ہے اور یہ دیوبندِ ثانی بن چکا ہے

دارالعلوم حقانیہ اور اسکے بانی سے تعلق

حضرت قاری صاحب مرحوم کو دیگر اساتذۂ دیوبند کی طرح دارالعلوم حقانیہ سے حد سے زیادہ شفقت اور حد سے زیادہ محبت تھی جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو دارالعلوم حقانیہ ضرور تشریف لاتے جب ہم سالانہ جلسہ دستار بندی کرتے (جو اب کافی عرصہ سے سالانہ اجتماع اور دستار بندی وغیرہ کا نظام متروک ہو چکا ہے، بفضل اللہ حلقہ کی وسعت اور فضلاء کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جس کی وجہ سے جلسہ کا کنٹرول ایک بڑی سطح کے منصوبہ اور بڑے پیمانہ کے انتظام کے بغیر انجام کو نہیں پہنچ سکتا) تب بھی حضرتؒ تشریف لاتے، ایک مرتبہ اس سامنے والی گیلری (دارالحدیث کے سامنے برآمدے کے اوپر والا بالاخانہ یا گیلری جو کافی عرصہ تک حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ رہا ہے) میں بھی قیام فرمایا، اور غالباً ایسے ہی ایک موقعہ پر جب آپ نے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مختلف شعبوں اور طلبہ کی قیام گاہوں کے مختلف احاطوں کا معائنہ کیا تو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے ارشاد فرمایا "مجھے دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند سے جدا نظر نہیں آتا، بلکہ دارالعلوم حقانیہ نے دارالعلوم دیوبند کو اپنے ضمن میں لے رکھا ہے، سارے پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کے نمونہ اور نقشِ قدم پہ دارالعلوم حقانیہ گامزن ہے اور یہ دیوبند ثانی بن چکا ہے"

> میں دارالعلوم حقانیہ آکر یوں محسوس کرتا ہوں جیسے دارالعلوم دیوبند آگیا ہوں اور گویا اپنے گھر میں موجود ہوں

اور ایک مرتبہ تو یہاں تک فرمایا کہ "میں دارالعلوم حقانیہ آکر یوں محسوس کرتا ہوں جیسے دارالعلوم دیوبند آگیا ہوں اور گویا اپنے گھر میں موجود ہوں"۔ یہ تاثرات دارالعلوم کی کتاب الآراء میں بھی قلمبند فرماتے ہیں۔ بہر حال یہاں آکر حد درجہ خوشی اور محبت کا اظہار فرماتے اور جو جو تے مسائل پیش آتے اس میں بھی دارالعلوم حقانیہ کی رائے کو شامل فرما لیتے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرتؒ کو دارالعلوم حقانیہ اور خاص کر مجھ ناچیز پر حد درجہ شفقت تھی۔ دارالعلوم دیوبند میں میں نے جو زندگی کے لمحات گذارے ہیں خاص کر تدریس کا زمانہ جو تقریباً ساڑھے چار سال ہے، اور اس زمانہ میں ہر فن میں تقریباً کوئی ایسی کتاب نہ ہوگی جو میں نے نہ پڑھائی ہو۔ دیگر اساتذہ کی شفقت و محبت کے باوجود چونکہ اختیارات مہتمم صاحب کے ہوتے ہیں تو حضرت مہتمم صاحبؒ ہر معاملہ میں ترجیحی سلوک میرے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ اسباق اور تدریس کا مسئلہ بھی یوں تھا کہ جب بعض اساتذۂ حج کو تشریف لے جاتے یا کسی اور عذر سے وہ اسباق نہ پڑھا سکتے تو ان کے اسباق اور کتابیں (جو زیادہ تر فقہ، حدیث، فلسفہ، منطق، معانی اور تفسیر کی ہوتی تھیں) کی تدریس کی ذمہ داری بھی مجھے سونپ دی جاتی، اور فرماتے کہ یہ نوجوان ہے اور کام اچھا چلا سکتا ہے۔ اور یہ محض ان کا حسنِ ظن تھا۔ تو حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے بحیثیتِ مہتمم دارالعلوم دیوبند مجھ ناچیز پر جو شفقت فرمائی ہے اور خاص کر دارالعلوم حقانیہ سے۔ اور ایک موقعہ پر فرمایا کہ: "دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کا بیٹا ہے"۔

حضرت قاری صاحب مرحوم دارالعلوم حقانیہ کو بہت ترجیح دیتے تھے اور اس کے ذکر پہ فخر فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا اپنا فضل و کرم ہے کہ تمام اکابر اساتذہ دارالعلوم دیوبند کو دارالعلوم حقانیہ سے ایک خاص محبت تھی، اور سب فرماتے کہ "یہ ہمارا اپنا دارالعلوم ہے"۔

حضرت قاری صاحب مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ دارالعلوم دیوبند کو ترقی اور عروج کے بلند معیار پہ پہنچا دینا ہے کہ آج تمام دنیا کے لیے دیوبند مشعلِ راہ ہے۔ تکثیرِ علماء، تکثیرِ طلباء، تدوینِ کتب اور تعمیرات ہر لحاظ سے دارالعلوم دیوبند ترقی کی راہ پہ گامزن ہے۔

جس کی خدمات اور شہرہ کالشمس فی نصف النہار ہے۔ آج ہم اُن کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے ہیں، یہ تمام اہلِ علم کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند تمام اہلِ علم کی مادرِ علمی ہے، اسلیے دارالعلوم حقانیہ کے لیے یہ ایک بہت بڑا صدمہ ہے — میں کیا عرض کروں! حضرت قاری صاحب کی وفات سے ہمارے قلوب کو صدمہ پہنچا۔ ہم ایک بڑے مشفق، ایک بڑے مہربان، ایک بڑے تجربہ کار، بڑے عالم اور خاص کر دارالعلوم دیوبند اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علوم کے حامل سے محروم ہو گئے۔ قیامت کی علامات سے من جملہ ایک علامت یہ بھی ہے کہ یرفع العلم، جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ جب علم ناپید ہو جائے اور لوگ علومِ دینیہ سے محروم ہو جائیں تو دین ختم ہو جائے گا۔ دین ہم کو علم ہی بتلاتا ہے۔ ہم جو یہاں جمع ہوتے ہیں ہمارا مقصد علم حاصل کرنا ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام و مسائل سیکھ لیں، جب مسائل معلوم ہو جائیں تو اولاً ان پہ خود عمل کریں، پھر ان کی حفاظت و اشاعت کی کوشش کریں۔ اسی تبلیغ و اشاعت کے نتیجہ میں انشاءاللہ عالم آباد رہے گا اور اگر یہ کام چھوڑ دیا جائے تو عالم برباد ہو جائے گا۔

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے